یوسف قرضاوی سے حضرت مولانا تقی عثمانی تک

بیرونی یلغار کے بعد اندرونی یلغار

عالم اسلام اس وقت مغربی یلغار کی زد میں ہے۔ایک جانب یہ بیرونی یلغار ہے،جس کے کئی پہلو ہیں ان میں سے چند پہلو امت کے سامنے ہیں اور امت کے علماء اور دینی تحریکیں ان سے واقف بھی ہیں اور اس کا مقابلہ بھی کر رہے ہیں،لیکن اس یلغار کے وہ پہلو جو امت کی اکثریت کی نظروں سے اوجھل ہیں ان کا ادراک اور تفہیم نہایت ضروری ہے تا کہ دشمن کے اہداف،ہتھیار،طریقہ کار اور اسلوب سے واقفیت ہو۔اس کے بغیر ہمارا دفاع موثر نہیں ہو سکے گا اس کے لئے طویل المدت منصوبہ بندی کی ضرورت ہے جو مختلف جہات کو محیط ہو جو محض نظری،تحقیقی،فکری،علمی ہی نہ ہو بلکہ عملی بھی ہو یہ انفرادی سطح پر بھی ہو اور اجتماعی سطح پر اور اجتماعیت کے ہر دائرے کے لئے الگ الگ حکمت عملی ہو۔ بیرونی یلغار سے قطع نظر ہمیں اندرونی یلغار کا بھی سامنا ہے۔المیہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو اندرونی طور پر تاخت و تاراج کرنے والوں میں اب چند راسخ العقیدہ علماء بھی شامل ہو گئے ہیں جس نے صورت حال کو گھمبیر کر دیا ہے۔اس امت کی تاریخ میں اکیسویں صدی کے آغاز تک راسخ العقیدہ علماء نے مغربی اہداف فکر و فلسفے،تہذیب و تمدن،سائنس و ٹکنالوجی کو کبھی سند تصدیق و تائید و توثیق مہیا نہیں کی۔لیکن یہ صدی عالم اسلام کے لیے اس اعتبار سے نہایت مہلک صدی ہے کہ اب بعض راسخ العقیدہ علماء بھی مغرب کے طرز حیات،اس کی سائنس و ٹیکنالوجی،اس کے اسلوب زندگی پر ایمان لے آئے ہیں اور اس کا احیاء عالم مشرق میں کرنا چاہتے ہیں۔افسوس کہ یہ علماء انگریزی زبان سے تو بخوبی واقف ہیں لیکن ان میں سے ایک بھی مغربی فکر و فلسفے کے عروج اور عیسائیت کے زوال کی تاریخ سے واقف نہیں۔ان علماء میں سر فہرست علامہ یوسف القرضاوی مصر کا وسطانیہ مکتب فکر،اور حضرت مولانا تقی عثمانی ہیں۔ان جدیدیت پسند علماء کے افکار نظریات فتاویٰ نے مغربی الحاد، فساد، مادیت، جدیدیت،نفس پرستی،عیش کوشی،مسرفانہ زندگی کے بہت سے دروازے یسر کے نام پر امت کے لیے کھول دیے ہیں۔نکاح المسیار اور بلاسود بینکاری اس الحاد جدید کے دو پرتو ہیں جو قدامت پرستی اور راسخ العقیدگی کے لبادے میں ظہور کر رہے ہیں جن کے ذریعے ہماری معاشرت اور معیشت کو تہس نہس کرنے کی منصوبہ

بندی کر لی گئی ہے۔ نکاح المیسار نے خاندان کے ادارے کی بنیادیں ہلا دی ہیں اور بلاسود بینکاری نے پوری امت کو نفع اندوزی، مفاد پرستی، عیش طلبی، سودخوری، حرص وحسد کے لامتناہی چکر میں ڈال دیا ہے۔ متقی اور پرہیز گار لوگ اپنی حیثیت سے بڑھ کر زندگی بسر کرنے کے لیے سود پر گاڑیاں، کوٹھیاں خرید رہے ہیں اور دین ودنیا کو برباد کر رہے ہیں۔ سادگی، توکل، قناعت، دنیا سے گریز اور عیش وعشرت سے پرہیز کی مسلمہ متفقہ متواتر اسلامی روایات اسلامی قرضوں کی نام نہاد اسلامی معیشت نے مٹا دی ہیں۔ دنیا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ فتویٰ دینے کے دام وصول کیے جا رہے ہیں اور اسے مشاورت کا خوبصورت نام دیا گیا ہے۔ پندرہ صدیوں میں امت کے علماء نے بلا مبالغہ کروڑوں فتاویٰ جاری کیے لیکن تاریخ میں پہلی مرتبہ معیشت سے متعلق فتوؤں کا معاوضہ وصول کیا جا رہا ہے۔ اگر بلاسود بینکاری کے حامی علماء اس کاروبار سے متعلق شرعی آراء اور فتاویٰ کا کوئی معاوضہ قبول نہ کرتے تو ان کے اخلاص میں شبہ کی کوئی گنجائش نہ ہوتی۔ افسوس یہ ہے کہ یہ تمام کام فروغ دین، تحفظ دین، دفاع دین، غلبہ دین اور استحکام دین کے نام پر دین داروں کی جانب سے کیا جا رہا ہے۔

کسے خبر تھی کہ لے کر چراغ مصطفویٰ
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بو لہبی

اسلامی بینکاری نے دین دار طبقات میں زیادہ سے زیادہ پیسہ کمانے کی حرص پیدا کر دی ہے اور انھیں سرمایہ داری کا غلام، نوکر، خادم اور بے لوث کارندہ بنا دیا ہے، اس کے نتیجے میں جو معاشرتی تباہی آ رہی ہے اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس صورت حال میں ہمارا لائحہ عمل کیا ہو؟ مغرب کی یلغار کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟ اسلامی اقدار و روایات معاشرت، رویوں، تہذیب، ثقافت، تمدن کو کس طرح محفوظ کیا جائے؟ حکمت عملی کے اصول کیا ہوں؟ اس پر شدت سے غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری صاحب کا مضمون بارش کا پہلا قطرہ ہے۔ اس مضمون کے بعض مباحث سے شدید اختلاف کی مکمل گنجائش ہے لیکن مضمون کا مرکزی نکتہ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اس مضمون کی اشاعت کے ساتھ ہی ساحل کے صفحات پر آئندہ کی حکمت عملی کے حوالے سے تجاویز آراء مضامین کا سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے۔ قارئین سے اس سلسلے میں علمی، قلمی اور تنقیدی تعاون کی استدعا ہے۔

ڈاکٹر انصاری نے اپنے مضمون میں مغرب اور عالم اسلام کے فرق کو واضح کرتے ہوئے نئی ادارتی صف بندی کی ضرورت پر زور دیا ہے اور اتحاد امت کو کلیدی اہمیت دی ہے۔ ساحل کا آئندہ شمارہ ''اختلاف امت رحمت ہے'' پر شائع ہوگا۔ زیر نظر شمارے میں جناب زاہد صدیق مغل صاحب کا اہم مضمون سائنسی طریقہ علم کیا ہے۔ اپنے موضوع پر ایک منفرد تحریر ہے جس میں پہلی مرتبہ سائنٹفک میتھڈ، سائنسی ذہن، جدید ذہن کے سائنسی طرز فکر کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ افسوس یہ ہے کہ بے شمار دینی مفکرین اور بعض راسخ العقیدہ علماء مغرب کی سائنس وٹیکنالوجی سے بے حد مرعوب ہو کر قرآن وسنت اور اسلام کی بے بنیاد اور غلط سلط سائنسی تشریحات پیش کر رہے ہیں۔ اس فہرست میں وحیدالدین خان، شہاب الدین ندوی، ڈاکٹر محمود غازی، جاوید غامدی، زاہد الراشدی، قاضی

عیسٰی منصوری، ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک، غلام احمد پرویز، ذاکر نائیک، کرمانی، ضیاء الدین سردار وغیرہ شامل ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ یہ حضرات مغربی فکر وفلسفے کی تاریخ اور مباحث سے قطعاً ناواقف ہیں لہٰذا یہ جدید سائنس کو مغربی فکر وفلسفے کے منشور [Prisim] کے بغیر سمجھنے اور جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہٰذا ہر ہر قدم پر ٹھوکر کھاتے ہیں۔ سائنسی علم کے طریقۂ کار کا مطالعہ مدارس کے طلباء، اساتذہ کرام اور محترم علماء کرام کو منطق جدید کے چند نئے گوشوں سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ سائنس کی ایمانیات سے بھی آگاہ کرے گا۔

عالم اسلام کا المیہ یہ ہے کہ ہمارے زعماء میں سلف صالحین کا یقین اعتماد اور اطمینان مفقود ہے۔ وہ مغرب سے اس قدر خائف ہیں کہ وہاں سے آنے والی ہر نئی بات اعتراض سے ان کا ایمان ویقین متزلزل ہو جاتا ہے اور وہ شکست خوردہ عیسائیت کی طرح ان اعتراضات کی غیر منطقی تاویلیں پیش کرتے ہیں یا ثابت کرنے لگتے ہیں کہ مغرب کی تمام اچھائیاں [گمراہیاں] اسلام میں پہلے سے موجود ہیں بلکہ یہ اسلام کا ورثہ تھا جو مغرب نے اندلس سے چوری کر کے ترقی کے نئے آفاق روشن کیے ہیں۔ اس معذرت خواہانہ جدیدیت نے امت مسلمہ کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے یہ زعماء اب معذرتوں، پسپائی پر اتر آئے ہیں۔ ہمیں ایمان ویقین کے ساتھ ساتھ علمی یقین کی بھی ضرورت ہے اور اس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ عالم کفر سے مرعوب ہونے کے بجائے اس کے فلسفہ کا مطالعہ کیا جائے جس کی شاخیں سائنس اور سوشل سائنس ہیں، ساحل اس سلسلے میں وقتاً فوقتاً علمی مضامین پیش کرنے کی کوشش کرے گا۔

جون ۲۰۰۶ء کے ساحل میں خطبات اقبال پر سید سلیمان ندویؒ کا نقد شائع ہوا تھا۔ اس نقد پر ہمیں پروفیسر رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر وحید عشرت، پروفیسر سلیم منصور خالد، سہیل عمر ناظم اقبال اکادمی، پروفیسر تحسین فراقی، ڈاکٹر محمد آصف اعوان، ڈاکٹر عبداللہ شیخ زید سینٹر لاہور کا تحریری وزبانی مثبت ومنفی ردعمل موصول ہوا ہے۔ لیکن اس موضوع پر کوئی مضمون موصول نہیں ہوا۔ اقبال اکادمی سے ہم نے درخواست کی ہے کہ اگر وہ ان امالی پر کوئی ردعمل تحریر کرنا چاہیں تو ۵ ستمبر ۲۰۰۶ء تک مضمون ارسال کر دیں۔ اگر اقبال اکادمی کا موقف ہمیں بروقت مل گیا تو ستمبر کا شمارہ علامہ اقبال کے خصوصی مطالعے کے لیے مخصوص ہوگا۔ ان دنوں ''خطبات اقبال'' کو سرکاری سطح پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ پچاس کروڑ روپے کے صرف سے لاہور میں اقبال انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ قائم کیا گیا ہے جس میں ڈاکٹر رفعت حسن، ڈاکٹر فتحی عثمانی جیسے جدیدیت پسند دانش وروں کو دنیا بھر سے بھاری مشاہروں پر جمع کیا گیا ہے تاکہ فکر اسلامی کے قلعے میں خطبات اقبال کے ذریعے دراڑ پیدا کی جائے جب کہ حضرت اقبالؒ خطبات کے ان تمام متنازع مقامات و مباحث سے رجوع کر چکے تھے۔ ساحل کے آئندہ شماروں میں ''خطبات اقبال'' کے سلسلے میں مزید مطالعات پیش کیے جائیں گے اور بلاسود بینکاری کے نام پر سودی بینکاری کے منصوبوں پر خصوصی اشاعت بھی عنقریب پیش کی جائے گی۔